ہم ماہ رمضان کیسے گزاریں

مولانا
محمد عبد المبین نعمانی قادری مدظلہ العالی

ہم ماہ رمضان کیسے گزاریں

زکوٰۃ دیتے وقت غریب رشتہ دار اور پڑوسیوں کا بھی خیال کریں

محمد عبد المبین نعمانی قادری، دار العلوم قادر یہ چر یا کوٹ، مئو

رمضان المبارک یقیناً اہلِ ایمان کے لیے بڑا بابرکت اور رحمتوں بھرا مہینہ ہے۔ اس ماہِ معظم میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ نیکیوں کے ثواب میں اور دنوں کی بہ نسبت اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے پاپی بھی اس موسم رحمت میں خدا کی طرف رجوع کر کے اپنے دامنِ مراد کو بھرتے نظر آتے ہیں۔ نمازیوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے، مساجد کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے۔ قرآن پاک پڑھنے اور سننے کا ماحول بن جاتا ہے۔ سروں پر ٹوپیاں بھی نظر آنے لگتی ہیں۔ خیر خیرات کا بھی دور دورہ ہو جاتا ہے۔ غریب و محتاج مسلمان بھائیوں کے ساتھ غم گساری کا جذبہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ اہلِ ثروت لوگ زکوٰۃ و صدقات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگتے ہیں .... تاہم ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ اس پرنور اور پر بہار موقع پر کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم سے نادانی یا غفلت میں کچھ کوتاہیاں بھی ہو جاتی ہیں، یا ایسا تو نہیں کہ ہم مزید جو ثواب بہ آسانی کما سکتے ہیں، ان سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس لیے ذیل میں راقم الحروف سے کی طرف چند تجاویز اپنے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں تاکہ ذرا سی توجہ سے ہم مزید ڈھیروں ثواب کے مستحق بن جائیں اور اپنی مرادوں کی جھولیاں خوب خوب بھر لیں، اور شیطان کی چالوں سے زیادہ سے زیادہ ہوشیار ہو جائیں۔

(۱)- روزۂ رمضان کی جو اہمیت ہے اس کو جان کر اکثر مسلمان روزہ ضرور رکھتے ہیں، لیکن بعض ایسے بھی مسلمان ہیں جو اس نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ کچھ چھپے اور کچھ کھلے عام کھاتے پھرتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو سمجھانے اور انھیں غیرت دلانے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً جو کھلے عام کھاتے پیتے ہیں، دوہرے مجرم ہیں، ایک تو روزہ نہ رکھنے کے دوسرے اس گناہ کے برملا اظہار کرنے کے، اور یہ گناہ بڑا سخت ہے، یہاں تک کہ اسلامی حکومت کو حکم ہے کہ ایسے پاپیوں کو قتل کر کے روئے زمین کو ان سے پاک کر دے، ان کو اللہ کی اس زمین پر جینے اور چلنے پھرنے کا کوئی حق ہی نہیں۔ اور اسلامی حکومت نہیں تو ان کے ساتھ سختی کرنے کا حکم ہے، ان سے بائیکاٹ کریں، ان سے لین دین بند کر دیں، ان سے ہر طرح کے معاملات ختم کر لیں، ورنہ خود بھی گنہ گار ہوں گے۔

(۲)- رمضان کے مہینے میں بعض مسلمان محض پیسہ کمانے کی دھن میں اپنے ہوٹل کھلے رکھتے ہیں اور پردہ یا بے پردہ بے روزہ داروں کو کھانا کھلاتے ہیں، یہ بھی شریعتِ اسلامیہ میں گناہ اور جرم ہے اور اس عمل سے ماہِ رمضان کی حرمتوں کو پامال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی

ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسے ہوٹل والوں کو سمجھانے کی کوشش کریں کہ دنیا کے چند سکوں کے بدلے رمضان کی بے حرمتی کیوں کرتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ خود بھی کیوں گناہوں کی گٹھری اپنے سر پر لادتے ہیں۔ اگر یہ ہوٹل والے نہ مانیں تو ان کے ساتھ بھی سختی کریں۔ ہو سکے تو بزوران کے ہوٹل بند کرائیں، ورنہ ان کے ساتھ بھی بائیکاٹ کا معاملہ کریں۔ جو دن میں ہوٹل کھلا رکھے، افطار کے بعد اس کے ہوٹل سے کوئی سامان نہ خریدیں۔ ان شاء اللہ اس تدبیر سے ضرور اثر پڑے گا اور اس گناہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

(۳)- رمضان کی ساری بہاریں روزوں کی وجہ سے ہیں، لہٰذا ہمیں اس بات کا بھی پورا پورا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے روزے خراب نہ ہونے پائیں۔ لہٰذا جو امور مفسداتِ روزہ ہیں یعنی جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان کو اچھی طرح سمجھیں اور جاننے کی کوشش کریں تا کہ روزہ ٹوٹنے نہ پائے۔ یوں ہی مکروہات سے بچنے کی کوشش کریں۔ آدمی مکان، کپڑا اور کھانے پینے میں ہر طرح کا اہتمام کرتا ہے، کمی کوتاہی کو ہر ممکن دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کپڑا عمدہ ہو، کھانا لذیذ اور وافر ہو، مکان بہتر ہو، لیکن روزے کے بارے میں غفلت سے کام لیتا ہے اور اگر بتایا جائے کہ اس کام سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مکروہ ہی تو ہوتا ہے ٹوٹتا تو نہیں۔ گویا آدمی دنیا کے کاموں میں مکروہات کو پسند نہیں کرتا مگر امرِ آخرت میں اور عباداتِ الٰہی میں کوتاہیوں کو روا رکھتا ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ آج کا مسلمان دنیا کو ترجیح دیتا ہے اور آخرت کی طرف سے غفلت شعار واقع ہوا ہے، جو بہت بڑے اخروی نقصان کا پیش خیمہ ہے۔ اور خدا کی ناراضگی کا باعث بھی۔ اس کے لیے مسائل کی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ یا ایسی محافل قائم ہوں جہاں روزے کے مسائل اجتماعی طور پر بیان کیے جائیں، یا کسی ایک نماز کے بعد روزانہ امام مسجد رمضان و روزے کے مسائل سے قوم کو آگاہ کرتے رہیں اور جنھیں یہ مسائل معلوم ہوں وہ دوسروں تک پہنچائیں۔

(۴)- رمضان کے ایام میں بہت لوگ کھانا اس قدر کھاتے ہیں کہ طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے اور کچی ڈکاریں آنے لگتی ہیں، جس سے روزہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ رمضان مین بھی اعتدال ہی کے ساتھ کھائیں تا کہ معدہ متاثر نہ ہو اور بدن میں روزے کی حالت میں جو قوت ملنی چاہیے اس میں فرق نہ آنے پائے۔ محض زیادہ کھانے سے آدمی تندرست نہیں رہتا، بلکہ اعتدال کے ساتھ کھانے سے غذا اپنا پورا کام کرتی ہے اور بدن قوی ہوتا ہے۔

(۵)- تراویح کے معاملے میں کئی ایک خرابی معاشرے میں گھس گئی ہے۔ اول یہ کہ عام طور سے لوگ چند روز تو خوب شوق سے تراویح میں شریک ہوں گے، پھر ایک عشرہ گزرتے ہی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ آٹھ دس روز کی تراویح میں پورا قرآن سن کر اس کے بعد تراویح چھوڑ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ پورا قرآن تو سن لیا اب ضرورت نہیں۔ حالاں کہ پورے ماہ رمضان میں تراویح سنتِ موکدہ ہے۔ ثانیاً: تراویح میں اس حافظ کو ترجیح دیتے ہیں جو زیادہ تیز قرآن پڑھے، چاہے کچھ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ حالاں کہ قرآن پاک ترتیل و تجوید سے پڑھنا ضروری ہے، اس سے صرف یہی نہیں کہ تراویح نہیں ہوئی بلکہ گناہ بھی ہوتا ہے۔

حضرت صدر الشریعہ اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں:

قراءت اور ارکان کی ادا میں جلدی کرنا مکروہ ہے اور جتنی ترتیل زیادہ ہو بہتر ہے، یوں ہی تعوذ و تسمیہ و طمانینت و تسبیح کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت ۴/ ۳۴، بحوالہ عالم گیری و در مختار)

صدر الشریعہ مزید فرماتے ہیں: خوش خواں (اچھی آواز سے پڑھنے والے) کو امام بنانا نہ چاہیے بلکہ درست خواں (صحیح پڑھنے والے) کو بنائیں۔ (عالم گیری)

افسوس صد افسوس کہ اس زمانے میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ یعلمون تعلمون کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ الفاظ و حروف کھا جایا کرتے ہیں۔ جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں انھیں دیکھیے تو حروف صحیح نہیں ادا کرتے۔ ہمزہ، الف، عین اور ذ، ز، ظ اور ث، س، ص، ت، ط وغیرہا حروف میں تفرقہ (تمیز) نہیں کرتے، جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی۔ فقیر (یعنی صدر الشریعہ) کو انھیں مصیبتوں کی وجہ سے تین سال ختم قرآن مجید سننا نہ ملا۔ مولیٰ عز و جل مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ مَا اَنزَلَ اللّٰہُ (جیسا کہ اللہ نے نازل فرمایا ہے) پڑھنے کی کوشش کریں۔ (بہارِ شریعت: ۴/ ۳۵)

اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جن دنوں میں سورہ تراویح پڑھی جاتی ہے اس میں بھی خوب جلد جلد پڑھنے کو کمال سمجھتے ہیں، چاہے حروف ادا ہوں یا نہ ہوں۔ اس طرح تو سورہ تراویح بھی نہیں ہوتی محض اٹھا بیٹھی ہوتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو پانچ منٹ پہلے تراویح ختم کر دے، اس کی تعریف ہوتی ہے۔ اور جو پانچ منٹ تاخیر کردے اگرچہ صحیح اور صاف پڑھائے، اس کو اچھا نہیں سمجھتے، معلوم نہیں۔ ۵-۷ منٹ میں کون سا بڑا کام ہو پائے گا اور کتنی تجارت فروغ پا جائے گی، تراویح بڑی ہو یا سورہ والی ہر ایک میں قرآن پاک صحت سے پڑھنا فرض ہے۔ مسلمان اپنا چند منٹ بچانے کے لیے قرآن غلط پڑھتا یا پڑھواتا ہے یہ قابل افسوس ہے اور گناہ بھی۔ مسلمان بلکہ انسان اللہ کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت میں نماز اہم ہے اس کو لا پروائی سے ادا کرنا بڑا جرم ہے۔

(۶)- آج کل تراویح پڑھنا اور پڑھوانا پیسہ لینے دینے کے لیے ہوتا ہے، بالعموم یہی حال ہے۔ الا ماشاء اللہ اس طرح تراویح تو خراب ہوتی ہی ہے۔ ثواب سے بھی دونوں محروم ہو جاتے ہیں، بلکہ الٹے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کتنی مسجدیں رمضان میں ویران ہو جاتی ہیں، جہاں پیسے کم ملتے ہیں اور جہاں زیادہ ملتے ہیں، حافظوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے کہ ہمیں موقع دیا جائے، ہمیں موقع دیا جائے۔ اس کے لیے سفارشیں ہوتی ہیں اور دباؤ ڈلوائے جاتے ہیں۔ گویا مسجد نہیں ہوئی نیلام مارکیٹ ہوئی، کتنی جگہ مستقل امام جو حافظ بھی ہے، اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور دوسرے کو جگہ دے دی جاتی ہے کہ امام صاحب کہیں اور جا کر پڑھائیں یہ ظلم اور بد خلقی نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اس صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے مسئلہ ارقام فرماتے ہیں: آج کل اکثر رواج ہو گیا ہے کہ حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہ گار ہیں۔ اجرت صرف یہی نہیں کہ پیش تر (پہلے) مقرر کر لیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو، یہ بھی ناجائز ہے کہ المعروف کالمشروط (جو چیز مشہور و معروف ہے وہ مشروط ہی کی طرح ہے)

ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا، یا نہیں لوں گا، پھر پڑھے اور (لوگ) حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں کہ الصریحُ یفوقُ الدلالة (جو بات صراحتاً کہہ دی جائے وہ اس پر فوقیت رکھتی ہے جو دلالت سے ثابت ہو۔)

یہ مسئلہ آج کے لیے بڑا لمحۂ فکریہ ہے، اس کے چکر میں کتنی مسجدیں ویران ہو گئیں، کتنی مساجد میں گستاخانِ رسول کا قبضہ ہو گیا۔ پھر بھی بعض اہلِ علم اس لین دین کو جائز کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں، پیسے اور مال داری کی بڑی فکر ہے۔ ایمان و عقیدے کے بچانے کی طرف توجہ ہی نہیں۔ پیسے کی ایسی ہوڑ مچی ہوئی ہے کہ بعض حافظ اپنے گاؤں گھر کی مسجدیں ویران کر کے ممبئی یا دوسرے بڑے شہروں میں چلے جاتے ہیں، پھر جب ان کو مقابلے کے میدان میں شکست ہوتی ہے اور جگہ نہیں ملتی تو ان کا ہارٹ فیل ہونے لگتا ہے حالاں کہ ان کو خوشی خوشی اپنے گھر واپس آکر اپنی مسجد آباد کرنی چاہیے اور خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ایک بڑی لعنت سے نجات ملی۔

بعض ایسے اللہ والے حافظ بھی ملے کہ انھیں نذرانہ دیا جانے لگا تو چھوڑ کر بھاگ اٹھے اور نہیں لیا۔ بعض رونے لگے کہ میں نے اللہ کا کلام پیسہ لینے کے لیے نہیں سنایا ہے، بعض ایسے بھی ملے کہ یہ سوچ کر لے لیا کہ اب چندہ جمع ہو گیا ہے واپس ہونا مشکل ہے، اس لیے لے تو لیا مگر لے کر پھر غربا میں اس کو تقسیم کر دیا یا کسی مسجد میں یا مدرسہ میں دے دیا، جہاں ضرورت تھی۔ یقیناً ان کا کردار قابلِ تقلید ہے۔

(۷)- گل، کھینی اور تمباکو کے رسیا حضرات تو ماہِ مضان میں بھی نہیں مانتے اور اپنے روزے ان چیزوں کو استعمال کر کے برباد کر دیتے ہیں۔ بعض علما نے اگرچہ احتیاط کے ساتھ استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، مگر مکروہ سب نے گردانا ہے۔ پھر ان کا استعمال کر کے روزے کو خطرے میں ڈالنا اور مکروہ کر لینا کہاں کی عقل مندی ہے، خصوصاً جب کہ بعض علما نے روزہ ٹوٹنے کا بھی فتویٰ دیا ہے۔ آدمی کو جہاں جان اور مال کا خطرہ ہوتا ہے نہیں جاتا، جہاں روزہ نماز چلے جانے کا خطرہ ہوتا ہے وہاں سے تو ضرور بچنا چاہیے۔ اور جب کہ احتیاطیں ایسی ہوں کہ ان پر عمل کرنا نہایت دشوار ہو، جیسا کہ گل کا معاملہ ہے، اس کی تیزی کی وجہ سے اس کے اثرات بالعموم حلق تک جا پہنچتے ہیں اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر لگانے والا یہ سمجھتا ہے کہ فلاں مفتی صاحب نے تو جائز قرار دیا ہے۔ اسے نہ احتیاطیں یاد رہتی ہیں اور نہ ان پر وہ عمل کر پاتا ہے۔

(۸)- رمضان المبارک میں نیکیوں کا جذبہ بڑھ جاتا ہے، اس لیے اکثر حضرات اپنی زکوٰۃ اور فطرے رمضان میں نکالتے ہیں اور غربا

ومساکین میں تقسیم کرتے ہیں، اس سلسلے میں ایک بے احتیاطی تو یہ ہوتی ہے کہ بہت سے لوگ وہ ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ کا حولانِ حول (سال گزرنا) رمضان سے قبل ہوتا ہے، مثلاً رجب میں یا شعبان میں یا اس سے پہلے کسی مہینے میں لیکن یہ لوگ موخر کر کے رمضان میں لے جاتے ہیں اور زیادہ ثواب کے چکر میں پڑ کر الٹے تاخیر فرض کا گناہ اپنے سر لادتے ہیں۔ وقت سے پہلے تو آدمی زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن وقت پورا ہو جانے کے بعد تاخیر کرنا، ٹال مٹول کرنا ہر گز جائز نہیں بلکہ گناہ ہے، ہاں اگر کسی کی زکوٰۃ مثلاً شوال میں ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں ادا کرنی ہوتی ہے وہ تقدیم پر عمل کرتے ہوئے رمضان ہی میں نکال دے تو زکوٰۃ بھی ادا ہوگی، رمضان کا ثواب بھی ملے گا اور غریبوں کی پیشگی مدد کرنے پر بھی مزید اجر کا مستحق ہوگا۔ ہاں جن کی زکوٰۃ کا وقت رمضان ہی میں ہے ان کو تو بہر حال رمضان ہی میں نکالنا ضروری ہے، تاخیر جائز نہیں۔ آدمی جس دن مالکِ نصاب ہوا، ایک سال گزرنے کے بعد اس دن اس کو زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ ظاہر ہے مالکِ نصاب ہونے کے لیے رمضان ہی مہینہ ضروری نہیں سال کے کسی بھی مہینے میں آدمی مالکِ نصاب بن سکتا ہے۔

زکوٰۃ کے سلسلے میں یہ بھی بہت ضروری ہے کہ مدارس کو جب زکوٰۃ دیں تو ذرا توجہ دے کر اس کی تحقیق بھی کر لیں کہ وہ مدرسہ زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں۔ اور جو مدارس مصرفِ زکوٰۃ ہیں ان کو دینے کے بعد بلکہ ان کے ساتھ ہی ساتھ اپنے پاس پڑوس کی بھی ضرور خبر لیں۔ رشتہ داروں کو بھی دیکھ لیں، ان میں جو مستحقِ زکوٰۃ ہو اسے توجہ دے کر زکوٰۃ کی رقم دیں کہ عام طور سے غربا حیا کی وجہ سے مانگتے نہیں۔ اور کتنے مانگنے والے بلکہ اکثر مانگنے والے خوش حال اور بد عمل ہوتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ان سب کی تحقیق مشکل ہے، لیکن جو غربا ہماری تحقیق میں آ چکے ہیں، جن کے احوال سے ہم واقف ہیں، ان کو محض اس لیے نظر انداز کر دینا کہ وہ دروازے پر مانگنے نہیں آتے، کسی طرح درست نہیں، بلکہ اس کی طرف غفلت کرنے پر مواخذہ آخرت سے بھی ڈرنا چاہیے۔ رمضان المبارک کا مہینہ غم گساری اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔ اس ماہِ مبارک میں ہمیں اپنے قریبی مستحقین پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

(۹)- نمازِ تہجد ایک ایسی نماز ہے جس کی اہمیت قرآنِ پاک سے بھی ثابت ہے اور حدیثِ رسول سے بھی۔ قرآن پاک میں ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ (اسراء: ۷۹/ ۱۷) (اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو، یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے)

یہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ لیکن سرکار کی امت کے لیے یہ نماز سنت ہے، اس کا وقت نمازِ عشا کے بعد ہے جب سو کر اٹھے۔ اس کی رکعتیں ۲/ سے ۸/ تک سنت ہیں۔ جس قدر ہو سکے اس کے ادا کی کوشش کرنی چاہیے۔ رمضان المبارک اس کے لیے بڑا سنہرا موقع ہے۔ اور دنوں میں عشا کے بعد سو کر اٹھنا اور طلوعِ فجر سے پہلے اسے پڑھنا مشکل ہے، لیکن رمضان میں آدمی عشا کے بعد سو کر سحری کے لیے اٹھتا ہے، وہی تہجد کا وقت ہے۔ سحری تیار ہو تو کھا لے پھر پڑھے یا پہلے پڑھ لے پھر سحری کرے۔ اس پورے ماہِ رمضان میں پڑھتے پڑھتے ہو سکتا ہے بعض اسلامی بھائیوں کو مستقل تہجد کی بھی عادت بن جائے تو پھر کیا کہنا۔ لہٰذا ماہِ رمضان میں ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ تہجد کی نماز چھوٹنے نہ پائے، کہ اس سے زیادہ آسانی کسی اور مہینے میں نہیں مل سکتی۔

(۱۰)- مائک لگا کر تراویح پڑھانے کا رواج بھی بہت عام ہوتا جا رہا ہے، جس میں قرآنِ پاک کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ ہر سننے والے پر ۱۴/ سجدے بھی واجب ہوتے ہیں، جب کہ اکثر ادا نہیں کرتے اور گنہ گار ہوتے ہیں۔ مائک کے رسیا حضرات کے لیے یہ بھی ایک لمحۂ فکریہ ہے۔ اس پر بھی غور کرنے اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور کہیں کہیں رات بھر شبینہ بھی مائک پر پڑھا جاتا ہے، اس سے بھی جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، محتاجِ بیان نہیں۔ قرآن اس لیے نازل نہیں ہوا ہے کہ کسی کی نیند میں خلل ڈالا جائے۔ یہاں بھی سجدۂ تلاوت کا وجوب اور اسے نہ کرنے کا گناہ قابلِ توجہ ہے۔

یہ مضمون ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، انڈیا (اگست 2011) سے لیا گیا ہے